ISSN 3007-3170(O)
ISSN :3007-3162(P)

January-March 2025

Social Sciences & Humanity Research Review

برصغیر کے اردو تفسیری ادب میں صوفیانہ رجحانات تفسیر بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی کا تخصیصی مطالعہ

Naila Majeed[1], Mufti Muhammad Anees Zakria[2]

PhD Scholar Islamic Studies Riphah International University, Faisalabad
Email:Nailamajeed814@gmail.com
PhD Scholar Islamic Studies Riphah International University, Faisalabad
Email:aneeszakria1234@gmail.com

ARTICLE INFO

Keywords: Urdu Qur'anic exegesis, Mystical themes in tafsir, Sufi interpretation, Spiritual unveiling (kashf), Divine love

Corresponding Author: Naila Majeed, PhD Scholar Islamic Studies Riphah International University, Faisalabad,
Email:
Nailamajeed814@gmail.com

ABSTRACT

This study examines the presence of mystical themes within the Urdu Qur'anic commentary *Bayan al-Qur'an* by Maulana Ashraf Ali Thanwi, a prominent religious scholar of the Indian subcontinent. The paper focuses on how Thanwi integrates elements of Sufi thought—such as spiritual refinement, inner transformation, divine love, and the concept of *kashf* (spiritual unveiling)—within a traditional framework of Qur'anic exegesis. Rather than presenting an overtly mystical or symbolic reading, Thanwi employs a subtle and disciplined approach, grounding his interpretations in mainstream Islamic scholarship while drawing upon his deep familiarity with Sufi ethics and practice. By comparing his style with other major Sufi exegetes in the region, the article highlights the unique balance he maintains between rational interpretation and spiritual insight. This analysis contributes to a deeper understanding of how Urdu tafsir evolved as a medium for expressing both theological precision and inner religious experience during the late colonial period.

برصغیر میں اُردو تفسیر کا ارتقاء The Evolution of Urdu Tafsir in the Indian Subcontinent :

اردو تفسیر کا ارتقاء گیارھویں صدی کے اختتام سے ہوا۔ سب سے پہلے سورۃ اِذَاجَاءَکی تفسیر لکھنے والے مصنف کا تو پتہ نہیں چلتا۔ یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک دکھنی عالم تھے۔ ڈاکٹر زور صاحب کے مطابق 1150 ہجری (1737ء) سے پہلے اس کی تصنیف ہوئی۔ [1](1185ھ/ 1770ء) بارھویں صدی ہجری میں پہلی تفسیر شاہ مراد اللہ مسبقصلی نے لکھی اور ان کی تفسیر کا نام مرادیہ ہے۔ [2] اس صدی میں ترجمہ و تفسیر کا آغاز تو ہوا لیکن یہ متفرق سورتوں اور پاروں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اردو زبان میں سب سے پہلا تشریحی ترجمہ حکیم محمد شریف خان بن محمد اکمل خان نے لکھا۔ لیکن یہ ترجمہ شائع نہیں ہوا۔قاضی عبدالصمد صارم کہتے ہیں ، ہندوستان میں پہلی تفسیر تیسویں پارے کی تفسیر چراغ ابدی ہےجس کو مولوی عزیز اللہ ہمرنگ اورنگ آبادی نے 1221ھ میں لکھا۔[3] اور اس طرح قرآن کا پہلا بامحاورہ ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرزند شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے 1206ھ، 1791ء میں کیا۔ شاہ صاحب کے دوسرے فرزند شاہ رفیع الدین نے قرآن پاک کا ترجمہ 1203ھ بمطابق 1788ء لکھا اور 1252ھ ، 1838ء میں پہلی بار کلکتہ اسلام پریس سے شائع ہوا۔[4]قرآن کریم کی تفسیر شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تفسیر فتح العزیز لکھی جس کی اکثر جلدیں 1857 میں ضائع ہو گئیں، حاجی صبغت اللہ بدرالدولہ ان کی ان کی تفسیر فیض الکریم ہے اور یہ ڈاکٹر حمیداللہ مرحوم کے دادا ہیں۔ [5]مولانا وحید الزمان کی تفسیر و حیدی ، مولانا اشرف علی تھانوی کی بیان القرآن، مولانا احمد رضاخان بریلوی کی تفسیر کنزالایمان، مفتی شعفی کی معارف القرآن، مولانا عبدالماجد دریاآبادی کی تفسیر ماجدی اور پندرھویں صدی میں مولانا ادریس کاندھلوی کی تفسیر معارف القرآن، سیدابوالاعلی مودودی کی تفہیم القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازہری کی ضیاء القرآن مولانا امین احسن اصلاحی کی تدبرقرآن ہے۔ [6] ذکر کردہ معروف تفاسیر جو برصغیر پاک و ہند میں لکھی گئیں اور یہ اردو زبان میں قرآن کی تفسیر کے لئے نہایت قابل تحسین عمال ہے۔

تعارف مولانا تھانویؒ "Introduction to Maulana Thanwi" :

آپ کا نام اشرف علی ہے۔ 5ربیع الاثانی 1270ھ میں بدھ کے دن پیدا ہوئے۔ [7]حضرت مولانا تھانوی کا حسب نسب کا تعلق قصبہ تھانہ بھون مظفر نگر یوپی کے ایک مقتدر خاندان سے ہے۔ آپ کےوالد شیخ عبدالحق ہیں۔ آپ ودھیالی اجداد کی طرف سے نسبتاً حضرت عمرفاروق رضع اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے، اور ننھیالی اجداد کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ [8] علمی گھرانے اور ماحول میں آنکھیں کھولی۔ آپ تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، منطق، فلسفہ اور ہئیت کےماہر تھے اور ان علوم پر مکمل عبور حاصل تھا۔ 20 سال کی عمرمیں مدرسہ دارالعلوم دیوبند انڈیا سے سندِفراغت حاصل کی اور آپ کے اساتذہ میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا ناتونویؒ، شیخ الہندؒ اور مولانا محمودالحسنؒ شامل تھے۔ [9]آپ حاجی امداداللہ مہاجرمکی کے مرید اور خلیفہ تھے - 1299ء میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور 1315ھ 35 سال کی عمر میں حاجی صاحب کے حکم پر

---

[1] پروفیسر نسیم عثمانی اردو میں تفسیری ادب ایک تاریخی وتجزیاتی مطالعہ، کراچی، عثمانیہ اکیڈمک سنٹر1994، ص،70

[2] ڈاکٹر محمد آفتاب خان، ڈاکٹر عبدالحکیم، علم تفسیر وحدیث کا ارتقاء، لاہور، آراء پرنٹرز، ص، 83

[3] ڈاکٹر محمد اکرم، اردو تفسیری نگاری کا پس منظر اور تفہیم القرآن کی خصوصیات، نقشِ فریادی، جولائی تا ستمبر 2022

[4] پروفیسر ڈاکٹر نسیم عثمانی، اردو میں تفسیری ادب ایک تاریخی وتجزیاتی مطالعہ، ص، 82

[5] علم تفسیر وحدیث کا ارتقاء، ص، 88

[6] علمِ تفسیر وحدیث کا ارتقاء، ص، 93

[7] مولاناوکیل احمد، سوانح حکیم الامت، مشمولہ الحسن (جامعہ اشرفیہ لاہور، 1987ء)

[8] نجم الحسن تھانوی، مختصر سوانح، تعلیمات وخدمات مولانا اشرف علی تھانوی، (انڈیا ادارہ تالیفاتِ اشرافیہ) ص، 3

[9] نجم الحسن تھانوی، مختصر سوانح، تعلیمات وخدمات مولانا اشرف علی تھانوی، (انڈیا ادارہ تالیفاتِ اشرافیہ) ص، 3

تھانہ بھون خانقاہ میں تشریف لے گئے اور وہیں پر درس و تدریس کرتے رہے۔ 83 سال[1] تین ماہ گیارہ دن کی عمر 10رجب المرجب 1362ھ سہ شنبہ 19، 20 جولائی 1943ء کو بوقت عشاء تھانہ بھون میں آپ کا وصال ہوا۔ [2]

بیان القرآن کا تعارف"Introduction of Bayan al-Qur'an" :

تفسیر بیان القرآن تین جلدوں پر مشتمل ایک جامع تفسیر ہے ۔ اس تفسیر کا شمار برصغیر کے اردو تفسیری ادب میں صفحہ اوّل کی تفاسیر میں ہوتاہے۔ اس تفسیر میں آیات کی تفسیر کرتے وقت "علمِ معانی"کی نزاکتوں کی بھی بے حدوحساب رعایت رکھی گئی ہے ۔علوم ظاہری و باطنی کا ایک بحرِ بے کراں ہے جو ظاہر ہوتا چلاجاتاہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری اس تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں کہ میں تو ہمیشہ یہ سمجھتا رہا کہ اردو کا دامن علم و تحقیق سے خالی ہے، لیکن مولانا تھانویؒ کی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد مجھے اپنی رائے میں ترمیم کرنا پڑی اور اب میں سمجھتا ہوں کہ اردو بھی بلند پایہ علمی تحقیقات سے بہرور ہے۔ اس تفسیر میں درج ذیل چیزوں کو مدِنظر رکھا گیا ہے:

اوّل: قرآن مجید کا آسان ترجمہ کیا گیا ہے، جس میں قابل فہم ہونے کے ساتھ تحت لفظی کی بھی رعایت ہے۔

دوم: ترجمہ میں خالص محاورات استعمال نہیں کئے گئے۔

سوم: نفس ترجمہ کے علاوہ جس مضمون کو بہت ضروری دیکھا کہ اس پر توضیح ترجمہ کی موقوف ہے۔

چہارم: جس آیت کی تفسیر میں بہت سے اقوال مفسرین کے ہیں، ان میں سے جس کو ترجیح معلوم ہوئی صرف اس کو لےلیا اور بقیہ سے تعریض کی۔

پنجم: مطلب قرآنی کی تقریر کہیں تو اس طرح کی ہے کہ مضمون کا ارتباط خود ظاہر ہوجاوےاور کہیں ایک سرخی ربط کی لکھ کر اس کی تقریرکر دی گئی ہے۔

ششم: اختلافیات کی تفسیر میں صرف مذہب حنفی لیا گیا ہے اور مذاہب بشرط حاشیہ میں لکھے ہیں۔

ہفتم: چونکہ نفع عوام کے ساتھ افادۂ خواص کے لئے ان کے فوائدکے واسطے ایک حاشیہ بڑھایا ہے، جسمیں مکیت و مدنیت سوروآیات وغیرہ مشہور لغات و ضروری وجوہ بلاغت و مغلق ترکیب و خفی الاستنباط فقہیات و کلامیات و اسباب نزول و روایات واختلاف قراء ت مغبرہ ترکیب یاحکم و توجیہ و تفسیر ایجاز کے ساتھ مذکور ہیں۔

اس تفسیر میں صوفیانہ مباحث کو مسائل السلوک من کلام ملک الملوک کے عنوان سے ذیل میں درج کیاگیا ہے۔جس میں مسائل مہمہ تصوف کا قرآن مجید سے اثبات ہے۔

تصوُّف کا لغوی معنیٰ :اون کا لباس پہننا جیسے تقمص کا معنیٰ ہے قمیض پہننا

تصوف کا اصطلاحی معنیٰ :صوفیاء چونکہ صرف اون کے کپڑے اوڑھتے تھےاس لئے صوفی کے نام سے مشہور ہوئے ۔ اہلِ تصوف، تصوف میں اپنا امام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانتے ہیں۔ [3]جیسا کہ حضرت شیخ علی ہجویریؒ فرماتے ہیں، صفا صدیق اکبر کی صفت ہے۔ اگر تو نے صوفی کی تحقیق کا ارادہ کیا تو اس کو دیکھ لے اس لئے کہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع اس کی اصل تو دل سے غیروں کا منقطع کردیناہے اسکی فرع دنیاء غدار سے دل کا خالی کرنا ہے۔ یہ دونوں صفتیں سیدنا صدیقِ اکبر کی ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ اس طریقے والوں کے امام ہیں۔[4]

صوفیانہ تفسیر کا حکم :صوفیانہ تفسیر کو تفسیراشاری کہتے ہیں۔ تفسیراشاری یہ قرآن کی تفسیر کو ایسے خفیہ اشارات کے ذریعے اس کے ظاہر کے خلاف کرنا ہے۔ جو بعض اہل علم پر ظاہر ہوتے ہیں یا مجاہدونفس اور سلوک (کی منزلیں طے کرنے) والے عارفین باللہ پر ظاہر ہوتے ہیں کہ جن کی بصیرتوں (اور بصارتوں کو اندرونی ملکات) کو اللہ نے روشن کر دیا چنانچہ انہوں نے قرآن عظیم کے اسرارکو پالیا یا الہام الٰہی یا رب کےکھولنے کے واسطے سے ان کے ذہنوں میں (قرآن کے) بعض دقیق معنیٰ روشن ہوگئےہوں (اور ان کی معرفت کی آگ سلگ اٹھی) اس امکان کے ساتھ کہ ان (مکاشف و) الہامات اور آیات کریمہ کی ظاہر مراد کو جمع کیا جاسکے۔ چنانچہ تفسیراشاری یہ ہے کہ مفسر ایک دوسرا معنیٰ سمجھے جو اس ظاہری معنیٰ کے علاوہ ہوجو اس آیت کریمہ میں

---

[1] عارفی، ڈاکٹر عبد الحیی، بصائر حکیم الامت، کراچی، ادارۃ المعارف 2001، ص،24

[2] سوانح حکیم الامت، ص،27

[3] شیخ علی ہجویریؒ، کشف المحجوب، مترجم وقار علی، یوپی مکتبۂ تھانوی، دیوبند، س،ن، ص،35

[4] کشف المحجوب، ص،36

موجود ہو لیکن وہ (مخصوص معنیٰ) ہر ایک انسان پر ظاہر نہ ہوتا ہو، بےشک یہ اسی پر ظاہر ہوکہ جس کے دل کو اللہ نے کھول دیا ہو۔اور اس کی بصیرت کو روشن کر دیااور اللہ تعالیٰ نے ان نیک بندوں کے ضمن میں داخل کردیا ہو کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے (فہم و شعور قرآن کے لئے خصوصی) فہم و ادراک بخشاہو۔ [1]جیساکہ قصہ میں ارشاد فرمایا:

فوجدا عبدا من عبادنا اتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما [2]

ترجمہ: "پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندوں میں کہ جس کو دی تھی ہم نے رحمت اپنے پاس سے اور سکھلایا تھا اپنے پاس سے ایک علم"

تفسیراشاری کے بارے میں علماء کی آراء : تفسیراشاری کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے اور اس میں ان کی آراء باہم متضاد ہیں۔ بعض نے اس کو منع کیا ہے۔بعض نے اس کو کمال ایمان اور عرفان محض میں سے شمار کیا ہے اور بعض نے اس کو زیغ و ضلال اور اللہ تعالیٰ کے دین سے انحراف اعتبار کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ موضوع دقیق ہے جو بصیرت اور سمجھ اور حقیقت کی گہرائیوں تک اترنے کا محتاج ہے، تاکہ یہ بات ظاہر ہو جائے کہ اس قسم کی تفسیر سے غرض اگر اتباع ہوائے اور آیات اللہ سے کھلواڑ ہو جیسا کہ باطنیہ نے کہا تو یہ زندقہ اور الحاد ہو گا۔ یا اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا کوئی انسان احاطہ نہیں کرسکتا کیونکہ یہ قدرتوں اور قوتوں کے خالق کا کلام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے بہت سے مفہوم اور اسرار اور نکات اور دقائق اور لامتناہی عجائب ہیں تو یہ عرفان محض اور کمال ایمان ہوگا۔ [3]جیساکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک قرآن کئی اقسام اور کئی انواع اور کئی ظاہر اور کئی باطن والا ہے، اس کی عجائبات ختم نہیں ہوتےاور اس کی انتہا تک نہیں پہنچا جاسکتا۔ اور نرمی کے ساتھ اس میں آگے جوبڑھتا گیا اس نے نجات پائی۔اور جو اس میں سختی کے ساتھ آگے بڑھے گا وہ ہلاک ہوگا۔ اخبار اور امثال، حرام اور حلال، ناسخ اور منسوخ، محکم اور متشابہ ، ظاہر اور باطن پس اس کا ظاہر اس کی تلاوت ہے اور اس کا باطن اس کی تفسیر ہے اور قرآن کے لئے علماء کی مجلس میں بیٹھو اور قرآن کے لئے جہلاء سے کنارہ کشی کرو۔ [4]

صوفیاءاکرام کی ان تفاسیر کے متعلق ان کے منشاء کی تشریح کرتے ہوئے مفتی تقی عثمانی تحریر فرماتے ہیں، قرآن کریم میں ساداتِ صوفیاء اکرام سے جو کلام منقول ہے وہ درحقیقت ان دقیق امور کی طرف اشارے ہوتے ہیں جو ارباب سلوک پر منکشف ہوتے ہیں ، اور ان اشارات اور قرآن کریم کے ظاہری مفہوم میں جو حقیقتاً مراد ہوتا ہی تطبیق مکن ہے۔ صوفیاءاکرام کا یہ اعتقاد نہیں ہوتا کہ ظاہری مفہوم مراد نہیں، اور باطنی مفہوم مراد ہے۔ اس لئے کہ یہ تو باطنی ملحدوں کا اعتقاد سے کوئی واسطہ نہیں، اور ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ صوفیاءاکرام نے یہ تاکید کی ہے کہ قرآن کریم کی ظاہری تفسیر کو سب سے پہلے حاصل کیا جائے۔ [5]صوفیاءاکرام اصلاح باطن کے لئے صوفیانہ تفسیر کرتے ہیں کہ تفسیر ظاہر کو اصل اور اساس مراد دیتے ہیں اور تزکیہ نفس کے لئے تفسیراشاری کو بیان کرتے ہیں۔ تفسیر بیان القرآن میں مولانا تھانویؒ نے صوفیانہ مباحث میں غلوباشریعت کے خلاف بات کرنے سے اجتناب کیا ہے۔ انہوں نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ حقیقی تصوف وہی ہے جو قرآن و سنت کے تابع ہو۔ وہ صوفیاءاکرام کی اصطلاحات اور ان کے اقوال کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کرتے ہیں۔ مولانا نے قرآن کریم کی ان آیات کی وضاحت کرتے ہوئے مختلف روحانی مقامات کا ذکر کیا ہے جن پر ایک سالک کو پہنچنا ہوتا ہے۔ انہوں نے صوفیانہ اصطلاحات جیسے فنا، بقا، محبت الٰہی اور قرب خداوندی کو عام فہم زبان میں بیان کیا ہے۔

تفسیر بیان القرآن میں صوفیانہ تفسیر کی امثلہ :بیان القرآن میں مولانہ تھانویؒ نے صوفیانہ تفسیر کے لئے الگ سے مسائل السلوک کے نام سےباب قائم کیا ہے جس کے تحت قرآنی آیات کی صوفیانہ تفسیر کو ذکر کیا ہے۔

مثال: سورۃ فاتحہ کی آیات کی صوفیانہ تفسیر (اس طرح سے کرتے ہیں) سورۃفاتحہ سالکین کا مقام ہے اِيَّاكَ نَعۡبُدُ پر ختم ہو جاتاہے۔ اس کے بعد اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ سے تمکین کا طالب ہوتا ہے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ مرید کی ابتدائی حرکت حمد ہےکیونکہ جب سالک کا نفس مزکی اور اس کا قلب مجلی ہو جاتاہے پھر اس میں انوارعنایت جو کہ مقام ولایت

---

[1] آصف نسیم، نسیم البیان، شرح التبیان، لاہور: المیزان، ناشران، تاجران، 2005: ج، 1، ص، 530

[2] الکھف، 12: 65

[3] آصف نسیم، نسیم البیان، لاہور؛المیزان، ناشران، تاجران، 2005ء، ج، ا، ص530

[4] آصف نسیم، نسیم البیان، لاہور؛المیزان، ناشران، تاجران، 2005ء، ج، ا، ص530

[5] مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، علوم القرآن، کراچی، مکتبہ دار العلوم کراچی، 1415ج، ا، ص353

کا موجب ہے ،درخشان ہوتے ہیں تو یہ نفس مزکی طلب مقصود کے لئے خالص ہو جاتا ہے۔ اپنے اوپر انعامات الٰہیہ کے آثار کو کامل اور اس کے الطاف کو غیرمتناہی دیکھتا ہے۔ سو اس پر وہ حمد کرتا ہے اور ذکر کو اختیار کرتا ہے ۔ پس سراپردہائے عزت کے پیچھے سے اس کے لئے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے معنیٰ کا حجاب مکشوف ہو جاتا ہے ۔ اس وقت وہ ماسویٰ اللہ کو محل فنامیں اور اپنے کو تربیت میں بقا دہندہ کا محتاج دیکھتا ہے۔ پس وہ وحشت اعراض اور ظلمت سکون الی الاغیار سے خلاصی حاصل کرنے کی طلب کے لئے ترقی کرتا ہے۔بس اس پردرگاہِ مقدس کی ہواؤں سے الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے جھونکے چلتے ہیں، پھر وہ سراپردہائے جمال کے آگے سے برق ہائے جلال کی چمک کے واسطہ سے مالک حقیقی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پھر وہ مقام لمن الملک الیوم ط للہ الواحد القهار میں یعنی مقام توحید میں بلسان اضطرار پکارتا ہے کہ میں نے اپنا نفس آپ کے سپرد کردیا اور میں ہمہ تن آپ پر متوجہ ہوگیااور اس مقام میں پہنچ کر وہ لئجہ وصول میں گھس گیا اور مقامِ عین تک گھس گیا جس سے اس نے نسبت عبودیت کو محقق کر لیا اور کہنے لگا اِيَّاكَ نَعْبُدُ اور یہاں مقامِ سالک کی انتہاہے۔ جیسا شروع تقریر میں کہا گیا کہ سیدالحق و حبیب حقؐ کی طرف نظر نہیں کرتے ہو کہ آپ کے اس مقام کو کس طرح اس قول سے تعبیر کیا گیا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا اس کے بعد بندہ نے اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سے تمکین کی درخواست کی جیسا شروع تقریر میں اسکا بھی ذکر ہے اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے بھی اسی تمکین کاطالب ہوا اور اس قول سے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ قلوین سے پناہ مانگی۔ پس طالب کمال ہو کر اس نے صعود کیا اور کامل ہوکر اس نے رجوع و نزول کیا اور اسی لطیفہ کے سبب نماز کو معراج مؤمن کہاگیا۔

مثال: وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ [1] اس میں دلیل ہے قول صوفیہ کی کہ جمادات کے لئے اتنا شعور ثابت کرتے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔ [2]اس آیت کی صوفیانہ تفسیرسے یہ واضح ہوتا ہے کہ بے جان چیزیں پتھر، پہاڑ، زمین وغیرہ بھی اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کا ذکر کرتے ہیں حالانکہ ان میں روح نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود بھی حکمِ خداوندی کے پابند ہیں۔

مثال: وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا [3] اعداء چونکہ شیاطین کو بھی عام ہے تو آیت دلیل ہے اس پر کہ متوکلین کو شیطان سے خوف نہ کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اعداء سے کفایت کا وعدہ فرمایا ہے۔[4]

مثال: فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ [5] یعنی ان کو استدراجا نعمتیں عطا فرمائیں اور اس کی نظیر اس شخص کا حال ہے جس کا باوجود معصیت کے حال اور ذوق باقی رہے۔ یہ اس کے لئے استدراج ہوتا ہے جس پر بعض جہال فخر کرتے ہیں کہ ہماری نسبت کیسی قوی ہے۔[6]

مثال: وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ [7] میں اشارہ اس طرف ہے کہ غفلت مذمومہ وہ ہے جس میں اعراض ہو نہ مطلق، غفلت کا عادۃً اس سے کوئی خالی نہیں۔ وَمَاأَرْسَلْنَاقَبْلَكَ اس آیت سے جمہور نے استدلال کیا ہے ۔ مردوں کے ساتھ رسالت کے خاص ہونے پر اور میں کہتا ہو کہ اگر تخصیص بھی مسلم نہ ہو تو غالب کا تو انکار ہو ہی نہیں سکتا اور یہ اصل ہے اہل طریق کی اس عادت کی کہ خلافت مردوں ہی کو دیتے ہیں۔[8]

---

[1] سورۃ البقرہ 2: 74

[2] تھانویؒ، مولانا اشرف علی، تفسیر بیان القرآن، ملتان، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، 1427، ج،ا، ص48

[3] سورۃ النساء 4: 45

[4] تفسیر بیان القرآن، ج،ا، ص358

[5] سورۃ الانعام 6: 44

[6] تفسیر بیان القرآن، ج،ا، ص550

[7] سورۃ الانبیاء 21: 1

[8] تفسیر بیان القرآن، ج،د، ص479

مثال: مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ [1] یہ قریش کی شان میں ہے کہ وہ بیت اللہ کے خادم ہونے پر فخر کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فضائل خصوص اضافیہ پر کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد ہیں یا فلاں مزار کے خادم ہیں یا فلاں فلاں تبرکات کے حامل ہیں یا فلاں سلسلہ میں داخل ہیں، فخر کرنا مذموم ہے۔ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا جس شخص کی اصلاح میں سعی کی جاوے اس سے مال طلب کرنے کی اس میں مذمت ہے کہ یہ اس مقصود میں مخل ہے۔[2]

مثال: وَمَا هٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَآ [3] زہد فی الدنیا اور ترغیب آخرت میں صریح ہے اور دنیا اور آخرت پر ترجیح دینے والے پر جہل کا حکم ہے۔ فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ ان کا یہ اخلاص اگر دل سے تھا تب تو اس میں دلالت ہے کہ محض سورۃ عمل کافی نہیں اور اگر دل سے تھا تو اس پر دلالت ہے کہ عمل بدوں استقامت کافی نہیں۔ وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا اس میں دلالت ہے کہ مجاہدہ مفتاح مشاہدہ ہے۔ [4]

مثال: بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا [5] اس میں اتباع ہوا ء کا مذموم اور ناشی عن الجہل ہونا مصرح ہے ۔ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ یہ اپنے اطلاق سے اس پر دلیل ہے کہ فطریات میں تبدیل نہیں ہوتا۔ ریاضت سے تعدیل ہو جاتی ہے اور یہ فن کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ وَاِذَامَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ اس میں اشارہ ہے کہ انسان کی طبیعت ہدایت اور ضلال سے مرکب ہے۔ مصیبت کے وقت ہدایت کا ظہور ہوتا ہے اور زوال مصیبت کے بعد میں ضلالت کا۔[6]

مثال: تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ [7] بعض احادیث میں اس کی تفسیر تہجد سے آئی ہے تو اس میں تہجد کی فضیلت ہے۔ وَجَعَلْنَامِنْهُمْ اَىِٕمَّةً اس میں دلالت ہے کہ مرید میں ریاضت اور یقین کا مشاہدہ کیا جاوے تو اس کو خلافت دے دینا مناسب ہے۔[8]

مثال: فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ [9] اس میں اشارہ ہے کہ جو لوگ عارفین اور سالکین کے کمالات کے منکر ہوں اور ان کے ساتھ استہزاء کرتے ہوں، جب ان کو فہمائش نافع نہ ہو تو ان سے اعراض مناسب ہے اور ان کے ہلاک کا انتظار کرے کہ ضرور ان پر وبال آنے والا ہے۔[10]

مثال: فِيْهَآ اَنْهَارٌ (الی قول) عَسَلٍ مُّصَفًّى[11] اہل اشارہ نے پانی کو حیات روحانیہ کی اور دودھ کو علم حقانی اور شراب کو شوق و محبت کی اور شہد کو وصل وقرب کی صورت فرمایا ہے اور ممکن ہے کہ یہ ان احوال کی صود مثالیہ ہوں ۔[12]

---

[1] سورۃ المؤمنون 23: 67

[2] تفسیر بیان القرآن، ج، د، ص546

[3] سورۃ العنکبوت 29: 64

[4] تفسیر بیان القرآن، ج:3، ص121

[5] سورۃ الروم 30: 29

[6] تفسیر بیان القرآن، ج:3، ص133

[7] سورۃ السجدۃ 32: 16

[8] تفسیر بیان القرآن، ج:3، ص157

[9] سورۃ السجدۃ 32: 30

[10] تفسیر بیان القرآن، ج:3، ص157

[11] سورۃ محمد 47: 15

[12] تفسیر بیان القرآن، ج:3، ص411

مثال: مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ [1] حدیث میں ہے کہ وسوسہ غفلت کے وقت آتا ہے اور اس کا خنس یعنی ہٹ جانا قلب سے ذکر کے وقت واقع ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غفلت کا علاج ذکر سے ہوتاہے۔[2] صوفیانہ تفسیر کے قابلِ قبول اور نہ قابلِ قبول ہونے میں اگرچہ علماء کی آرا مختلف ہیں۔ لیکن مولانا تھانوی ایسی صوفیانہ تفسیر کے جواز کے قائل ہیں جو قرآن و سنت، اصولِ شریعت اور اسلاف کی آرا کے مطابق ہو۔ ایسی صوفیانہ تفسیر اصلاحِ باطنی کے لئے انتہائی مفید ہے۔

Conclusion

Maulana Ashraf Ali Thanwi's *Bayan al-Qur'an* reflects a unique blend of deep spiritual insight and disciplined scholarly method. Unlike tafsirs that rely heavily on mystical symbolism or abstract interpretations, Thanwi's work demonstrates a careful integration of Sufi themes within a framework of clarity, precision, and traditional Islamic scholarship. His approach gives space to the inner dimensions of the Qur'an—such as purification of the soul, sincerity in worship, and divine love—without detaching from the outward meanings and legal implications of the verses.

This study shows that *Bayan al-Qur'an* stands at an important intersection in the history of Urdu tafsir literature. It draws from the rich legacy of Sufi interpretation while responding to the needs of a modern audience seeking both spiritual depth and intellectual clarity. Thanwi's ability to balance these elements speaks to his role not only as a commentator of the Qur'an, but also as a spiritual guide rooted in the realities of his time.

In a period marked by reform, revival, and shifting religious sensibilities in South Asia, *Bayan al-Qur'an* offers a window into how traditional scholars like Thanwi sought to preserve the soul of Islamic spirituality while remaining faithful to the textual tradition. His contribution reminds us that Qur'anic interpretation can be both deeply spiritual and intellectually sound—an enduring model for generations to come.

کتابیات"Bibliography" :

عثمانی، نسیم۔ *اردو میں تفسیری ادب: ایک تاریخی و تجزیاتی مطالعہ*۔ کراچی: عثمانیہ اکیڈمک سنٹر، 1994۔

خان، محمد آفتاب، اور عبدالحکیم۔ *علمِ تفسیر و حدیث کا ارتقاء*۔ لاہور: آراء پرنٹرز،

اکرم، محمد۔ "اردو تفسیری نگاری کا پس منظر اور تفہیم القرآن کی خصوصیات۔ "*نقشِ فریادی*، جولائی تا ستمبر . 2022۔

خان، محمد آفتاب، اور عبدالحکیم۔ *علمِ تفسیر و حدیث کا ارتقاء*۔ لاہور: آراء پرنٹرز

احمد، وکیل۔ *سوانح حکیم الامت*، مشمولہ *الحسن*۔ لاہور: جامعہ اشرفیہ، 1987۔

تھانوی، نجم الحسن۔ *مختصر سوانح، تعلیمات و خدمات مولانا اشرف علی تھانوی*۔ انڈیا: ادارہ تالیفاتِ اشرافیہ۔

ارفی، عبدالحیی، ڈاکٹر۔ *بصائر حکیم الامت*۔ کراچی: ادارۃ المعارف، 2001۔

نسیم، آصف۔ *نسیم البیان، شرح التبیان*، جلد 1۔ لاہور: المیزان، ناشران و تاجران، 2005۔

القرآن الکریم۔ سورۃ الکہف، آیت 65۔

نسیم، آصف۔ *نسیم البیان*، جلد اول۔ لاہور: المیزان، ناشران و تاجران، 2005۔

عثمانی، محمد تقی، مفتی۔ *علوم القرآن*، جلد اول۔ کراچی: مکتبہ دارالعلوم کراچی، 1415ھ

القرآن **الکریم**

- سورۃ المؤمنون، آیت 67
- سورۃ العنکبوت، آیت 64
- سورۃ الروم، آیت 29
- سورۃ السجدۃ، آیت 16

---

[1] سورۃ الناس114: 4

[2] تفسیر بیان القرآن، ج:3، ص675

تھانویؒ ، مولانا اشرف علی، تفسیر بیان القرآن، ملتان، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، 1427ھ